ریحان احمد یوسفی

ماہ رمضان کا مقصد

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

رمضان قمری تقویم کا نواں مہینا ہے۔ یہ مہینا مسلمانوں ہی کے لیے نہیں، انسانوں کے لیے بھی بہت اہم ہے۔ یہ وہ مہینا ہے جب گم راہی کے صحرا میں بھٹکتی انسانیت کی صداے العطش آسمان نے سنی اور باران ہدایت کو عرب کے بیابانوں پر برسنے کا حکم دیا۔ پھر اس سرزمین سے ہدایت کے وہ چشمے ابلے جن سے پوری انسانیت سیراب ہو گئی۔ یہ وہ مہینا ہے جب ظلم کی چکی میں پستی اور سسکتی ہوئی انسانیت کی صداے العدل کا جواب کائنات کے بادشاہ نے عدل سے نہیں، احسان سے دیا اس طرح کہ قیامت تک کے لیے قرآن کو وہ فرقان بنا کر زمین پر اتارا کہ جس کی ہدایت نے دھرتی کو امن و سکون سے بھر دیا۔

ماہ رمضان ایک دفعہ پھر اہل زمین کے سروں پر سایہ فگن ہونے کو ہے۔ اس حال میں کہ آج ہر طرف ظلم اور گم راہی کا دور دورہ ہے۔ انسانیت کے مصائب کا علاج آج بھی یہی ہے کہ قرآن کی ہدایت لوگوں کے سامنے رکھی جائے اور لوگ اسے قبول کر لیں۔ سو خیال و خامہ اسی خدمت کے لیے یکجا ہوتے ہیں۔

صاحب توحید نے قرآن اور رمضان کا تعلق اس طرح بیان کیا ہے:

”رمضان کا مہینا ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، لوگوں کے لیے رہنما بنا کر اور نہایت واضح دلیلوں کی صورت میں جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے سراسر ہدایت بھی ہیں اور حق و باطل کا فیصلہ بھی۔“(البقرہ ۲: ۱۸۵)

قرآن کی ہدایت کیا ہے؟ اگر اسے ایک جملے میں بیان کیا جائے تو یہ انسانوں کو اس مسئلے سے آگاہ کرنے آیا ہے جو انھیں ان کی موت کے بعد درپیش ہو گا۔ یعنی ان کے مالک کے حضور پیشی کا مسئلہ، اپنے اعمال کی جواب دہی کا مسئلہ، جنت سے محرومی اور جہنم کی آگ کا مسئلہ، ابدی ذلت یا دائمی عیش کا مسئلہ، مگر بڑی عجیب بات ہے کہ یہ

ہدایت جس کا تعلق دنیا سے نہیں آخرت سے ہے، زندگی سے نہیں موت سے ہے، انسانوں کی زندگی اور ان کی دنیا کے سارے مسائل کا واحد ممکنہ حل ہے۔

اس دنیا میں انسان کا اصل مسئلہ کیا ہے؟ یہ کہ وہ ایک فانی دنیا میں ابدی قیام کے اسباب ڈھونڈتا ہے، یہ کہ وہ ایک سرائے میں رہ کر کسی دائمی مستقر کے آرام ڈھونڈتا ہے۔ اقبال نے جو بات فرنگ کے لیے کہی تھی، وہ ہر فرزند زمین کے بارے میں درست ہے:

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیش جہاں کا دوام
وائے تمنائے خام وائے تمنائے خام

اس عیش اور آرام کی تلاش میں انسان خدا و آخرت کو بھول جاتا ہے۔ وہ فانی دنیا کو اپنا مقصد بناتا اور ہر اخلاقی قدر کو فراموش کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان نوع انساں کا شکاری بن جاتا ہے۔ پھر ظلم اور گم راہی کی وہ ساری اقسام وجود میں آتی ہیں جن سے بحر و بر میں فساد پھیل جاتا ہے۔ انسانوں کی جان، مال، عزت و آبرو انھی جیسے انسانوں کے ہاتھوں پامال ہوتی ہے۔ انسان کا اخلاقی وجود اس کی حیوانی خواہشات کے سامنے ڈھیر ہو جاتا ہے۔

اس صورت حال کا واحد حل وہ قرآنی ہدایت ہے جو پوری قوت کے ساتھ قیامت کے ہول ناک زلزلے سے انسانوں کو ڈراتی ہے۔ وہ اس روز سے انسانوں کو خبر دار کرتی ہے جب زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی اور حسن وزینت کے تمام آثار مٹا کر زمین ایک چٹیل میدان بنا دی جائے گی۔ وہ دن کہ جب لوگ اپنے سوا ہر چیز کو بھول جائیں گے:

"اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو۔ بے شک، قیامت کی ہلچل بڑی ہی ہول ناک چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے، اس دن ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ اپنا حمل ڈال دے گی اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے، حالاں کہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب ہے ہی بڑی ہول ناک چیز۔" (الحج ۲۲: ۱-۲)

جو لوگ قرآن کی اس پکار پر توجہ دیتے ہیں اور آخرت کی کامیابی کو اپنی منزل بنا لیتے ہیں، قرآن ان کے سامنے ایک واضح نصب العین رکھتا ہے۔ فرمایا:

"بے شک فلاح پا گیا وہ شخص جس نے پاکیزگی اختیار کی۔" (الاعلیٰ ۸۷: ۱۴)

"اور نفس گواہی دیتا ہے اور جیسا اسے سنوارا۔ پھر اس کی نیکی اور بدی اسے سجھا دی کہ فلاح پا گیا وہ جس نے اس کو پاک کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے آلودہ کیا۔" (الشمس ۹۱: ۶-۱۰)

یہ آیات کھول کر بتاتی ہیں کہ آخرت کی کامیابی کا تمام تر انحصار اس بات پر ہے کہ انسان اس دنیا میں اپنا تزکیہ کرتا ہے یا نہیں۔ یہ تزکیہ رہبانیت جیسی کوئی چیز نہیں، بلکہ ایمان و اخلاق کی آلایشوں سے خود کو بچانے کا عمل ہے۔ ان آیات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ نفس انسانی میں خیر و شر کا پورا شعور شروع دن ہی سے موجود ہے اور اسی علم کی بنیاد پر انسان یہ جانتا ہے کہ اسے اپنے آپ کو کن آلایشوں سے بچانا اور کن چیزوں کو اختیار کرنا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں انسان اخلاق سے عاری نہیں، بلکہ فطرت کا عطا کردہ پاکیزہ لباس پہن کر آتا ہے۔ اس لباس فطرت کے دامن میں شرک کا کوئی داغ اور الحاد کا کوئی دھبا تک نہیں ہوتا۔ اس پر ظلم کی میل اور ہوس کی گندگی نہیں لگی ہوتی، مگر دنیا میں موجود شیطانی ترغیبات، حیوانی خواہشات اور ماحول کے اثرات انسان کو گم راہی کے راستوں پر ڈال دیتے ہیں۔ وہ فطرت میں موجود خیر و شر کے تصورات کو بھول کر خواہش نفس کی پیروی اختیار کرتا ہے۔ جیسے جیسے وہ اس راہ پر آگے بڑھتا ہے، یہ گردآلود راستہ دامن دل اور لباس فطرت کو غلیظ سے غلیظ تر کرتا چلا جاتا ہے۔ غفلت کی دھول اور سرکشی کی کالک فطرت کے حسن کو نری غلاظت میں بدل دیتی ہے۔ انسان پہلے پہل خیر و شر کی تمیز کھوتا ہے اور پھر معاشرے میں ہر شر خیر اور ہر خیر شر بن جاتا ہے۔ فطرت میں پیدا ہو جانے والی اس کجی کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں پیغمبر بھیجے، کتابیں اتاریں، بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا۔ قرآن نہ صرف تزکیہ کے نصب العین کو انسانوں کے سامنے رکھتا ہے، بلکہ ایمان و اخلاق اور فکر و عمل کی آلایشوں کی بھی نشان دہی کرتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

قرآن کی اس ہدایت کی روشنی میں ہر بندۂ مومن کی زندگی کا نصب العین یہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو فطرت میں موجود اور قرآن میں بیان کردہ ان آلایشوں سے بچائے۔ انسان جیسے ہی یہ عمل شروع کرتا ہے، اس کا براہ راست نتیجہ اس کے اخلاقی وجود پر مرتب ہوتا ہے۔ شرک و الحاد کی گندگی کو دھونے کے بعد انسان اپنے جیسے انسانوں کو خدا بناتا ہے نہ خواہش نفس کو اپنا معبود ٹھیراتا ہے۔ آخرت کی کامیابی کا نصب العین تقاضا کرتا ہے کہ انسان کی جان، مال، وقت اور صلاحیت کا ایک حصہ لازماً ذاتی مفادات سے بلند ہو کر صرف کیا جائے۔ ایسے پاکیزہ لوگوں کے معاشرے میں نہ طاقت ور کم زوروں پر ظلم کرتے ہیں اور نہ اہل ثروت غربا سے بے نیاز اپنی مستیوں میں مگن رہتے ہیں۔ انسان اپنے ابنائے نوع کے ساتھ اس یقین کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں کہ کل روز قیامت ہر معاملہ رب العٰلمین کی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ وہ عدالت جہاں فیصلے مادی نہیں، بلکہ اخلاقی قانون کی بنیاد پر ہوں گے۔ چنانچہ دھوکا، فریب، بددیانتی، خیانت اور جھوٹ اور معاشرے میں پائی جانے والی ان جیسی

تمام اخلاقی گندگیاں، اوصاف حمیدہ کے لیے جگہ چھوڑ دیتی ہیں۔ یوں دھرتی نور ایمان سے چمک اٹھتی ہے۔

فلاح آخرت اور اس کے لیے پاکیزگی کے حصول پر انسان کو متحرک کرنے والی سب سے بڑی چیز خدا کے حضور پیشی کا خوف، اس کی پکڑ کا اندیشہ، اس کے عذاب کا ڈر اور اس کا تقویٰ ہے۔ یہ تقویٰ ہی وہ چیز ہے جو روزوں کی فرضیت کا سبب ہے۔

یہ تقویٰ کیسے پیدا ہوتا ہے؟ اس طرح کہ رمضان میں قرآن کی بار بار تلاوت انسان کو جہنم کے عذاب اور خدا کی پکڑ سے بے خوف نہیں رہنے دیتی۔ دوسری طرف روزے میں کھانے پینے سے رکنا انسان کو نہ صرف پرہیز گاری کے آداب سکھاتا ہے، بلکہ اسے اس مضبوط قوت ارادی سے آگاہ کرتا ہے جسے استعمال کرکے وہ ہر اخلاقی ناپاکی سے بچ سکتا ہے۔

سو اب جب کہ رمضان کی آمد آمد ہے، آیئے ہم رمضان کے استقبال کا عزم کرتے ہیں۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں قرآن صرف ثواب کے لیے پڑھا جاتا ہے، آیئے ہم قرآن کو ہدایت کے لیے پڑھنے کا عزم کرتے ہیں۔ یہ عزم کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھیں گے۔ یہ جاننے کے لیے پڑھیں گے کہ قرآن جس دن کی مصیبت سے خبردار کرنے آیا ہے، وہ کون سا دن ہے۔ فکر و عمل اور اخلاق و عقیدہ کی ان برائیوں کو جاننے کے لیے پڑھیں گے جن سے بچے بغیر جہنم کی آگ سے نہیں بچا جا سکتا ہے۔

رمضان ثواب کا مہینا ہے۔ آیئے، ہم اسے ہدایت کا مہینا بنا دیں۔ یہ بھوک پیاس سے رکنے کا مہینا ہے۔ آیئے، ہم اسے تقویٰ حاصل کرنے کا مہینا بنا دیں۔ یہ قمری تقویم کا نواں مہینا ہے۔ آیئے، ہم اسے ایمانی تقویم کا پہلا مہینا بنا دیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com